حجابِ شرعی

پردۂ نسواں پر ایک زبردست فاضلانہ تبصرہ

نساءِ افغانستان کی خدمت میں بیش بہا نصیحت و ہدیہ

از رئیس المتکلمین

حضرت علامہ شبیر احمد عثمانی شیخ التفسیر والحدیث جامعۂ اسلامیہ ڈابھیل

عمادپریس

حجاب شرعی

پردۂ نسوان پر ایک زبردست فاضلانہ تبصرہ

از رئیس المتکلمین حضرت علامہ شبیر احمد عثمانی شیخ التفسیر والحدیث جامعہ اسلامیہ ڈابھیل

کئی ماہ سے رسائل وجرائد میں مروجہ پردہ کی شرعی حیثیت کے متعلق زور شور سے بحث چھڑ رہی ہے میں ایک ایسے کوردہ میں پڑا ہوں جہاں اخبارات کا گذر بہت ہی کم ہوتا ہے۔ اتفاقاً زمیندار کے کچھ نمبر مطالعہ میں آگئے میں نہیں کہہ سکتا کہ بحث کا جو طویل الذیل سلسلہ قایم ہے اُس کے ضمن میں مسئلہ کے کتنے پہلو کس کس حد تک روشنی میں آچکے ہونگے جو چند مضامین میں نے پڑھے انھیں دیکھکر کہنا پڑتا ہے کہ نقد ونظر کی جولانیوں میں موضوع بحث کی اصلی محور سے فکر کا قدم عموماً ہٹتا رہا ہے۔

فی الحقیقت اس وقت ہمارے سامنے مسئلہ کے دو پہلو تھے تستّر (بدن کا ڈھانپنا) اور تحجّب (پردہ میں رہنا) اور ان دونوں کے متعلق دو چیزوں کے بیان کرنیکی ضرورت تھی احکام اصلیہ جو منصوص ہیں اور علل شرعیہ جن پر فقہائے اُمت کے اجتہادات کی

بنا ہے۔ ان شقوق اور حیثیات میں غلط مبحث کر دینے سے اکثر صحیح راستہ گم ہو جاتا ہے
اور جواب کی اصل صورت منقح نہیں ہوتی۔

سردست میں مسئلہ ستر کی نسبت کچھ لکھنا نہیں چاہتا یعنی یہ کہ عورت کو کس حصہ
بدن کا کن لوگوں کے سامنے کن کن حالات میں چھپانا ضروری ہے یا کھلا رکھنا جائز ہے۔ میرے
نزدیک بحث کا اہم نقطہ یہ ہے کہ نصوص کتاب وسنت کی رہنمائی میں ہم یہ طے کریں کہ عورت کو
گھر سے باہر قدم نکالنے کے متعلق شارع علیہ الصلواۃ والسلام نے ہم کو قانونی ہدایات کیا
دی ہیں۔ اور اپنی دلی مرضی اور منشاء کا کس عنوان سے اظہار فرمایا ہے۔ یہ نکتہ کسی وقت
فراموش نہ کیا جاوے کہ ہم غلاموں کا تعلق آقائے نامدار سید الرسل علیہ السلام سے فقط
ایک ضابطہ کا تعلق نہیں کہ محض قانونی کارروائی کرکے ہم بیفکر ہو جائیں نہیں ہماری
کامیابی اور حق شناسی اسی میں ہے کہ ہم آپ کے ارشادات کی اطاعت آپکے قوانین
کی پابندی آپ کے طرز عمل کا اتباع آپ کے عادات واطوار کی تاسی آپ کی ذات
منبع البرکات کی انتہائی محبت تعظیم اور آپ کے منشائے دلی کو پورا کرکے آپ کی رضائے
قلبی حاصل کرنے کی کوشش کریں (اطیعوا اللہ، واطیعوا الرسول۔ ومن
یطع الرسول فقد اطاع اللہ۔ ما اتاکم الرسول فخذوہ وما
نھیکم عنہ فانتھوا۔ قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم
اللہ لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ۔ وتعزروہ وتوقروہ

واللہ ورسولہ احق ان یرضوہ ان کانوا مومنین۔ اب دیکھنا یہ
ہے کہ مسئلہ زیر بحث کے متعلق قرآن کریم اور سنت صحیحہ نے ہم کو کیا روشنی عطا فرمائی۔ نبی
کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خواتین کے بارہ میں اپنی اُمت کو کیا حکم اور کیا ہدایات دی ہیں
اُن ہدایات کی تحقیقی توضیح کیا ہے اور علاوہ قانونی ترک تھام کے خود حضور کا دلی منشا کیا ظاہر
ہوتا ہے۔ میرے نزدیک تطویل کی حاجت نہیں فقہیات سے علیحدہ ہو کر بھی اگر کوئی شخص اس
باب میں جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کا ایک نظر مطالعہ کریگا وہ بسہولت حضور کی
مرضی مبارک پر مطلع ہو سکیگا۔ بلاشبہ ذخیرۂ حدیث میں آج تک میری نظر سے کوئی ایسی حدیث
نہیں گذری جس میں مستورات کو بالتصریح و بالکلیہ گھر کی چہار دیواری سے باہر نکلنے سے
مطلقاً روک دیا گیا ہو بلکہ اس کے برعکس صرف صحیح بخاری کے ورق گردانی سے ہی متعدد
احادیث ایسی دستیاب ہو سکتی ہیں جن میں مستورات کا خاص خاص احوال میں مخصوص
ضروریات کے لیے مکان سے باہر نکلنا ثابت ہوتا ہے لیکن اس نکلنے پر جو قیود و شروط
شارع علیہ السلام کی جانب سے قانونی طور پر عائد کی گئی تھیں اس کا اندازہ ان احادیث سے
ہو سکتا ہے۔ اذا استاذنکم نساءکم باللیل الی المسجد فاذنوا لھن۔
(صحیح بخاری) (ترجمہ) جب تمھاری عورتیں تم سے رات کے وقت مساجد میں جانیکی اجازت
طلب کریں تو اجازت دیدیا کرو۔

مسلم کی ایک روایت میں لا تمنعوا آیا ہے یعنی منع مت کرو معلوم ہوا کہ مساجد وغیرہ

جانیکا مستورات کو حکم نہیں دیا گیا اور خود جانا چاہیں تو آزاد نہیں چھوڑا گیا۔ بلکہ احادیث
میں یہ بتلا دیا گیا کہ ان کا مساجد میں نماز کے لیے جانا بھی مرد کے اذن و اجازت سے ہونا
چاہیئے اب مرد کو اختیار ہے وہ جیسی مصلحت سمجھے۔ اجازت دے یا نہ دے۔ اگر وہ اجازت
دینے ہی پر مجبور ہوتا تو استیذان کی قید عبث تھی۔ البتہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے
مقدس عہد میں عورتوں کے قیم٭ کو مشورہ دے رہے ہیں کہ ہر وقت نہیں صرف
شب کے وقت (جو شبہۃ تستر کا وقت ہوتا ہے) اگر مساجد میں جانے کی اجازت مانگیں تو
خواہ مخواہ محض اوہام اور وساوس کی بناء پر ان کو روکنے کی ضرورت نہیں۔ ہاں عورت کو
حکم دیا گیا فلا تطیبُ تلک اللیلۃ (صحیح مسلم)
(ترجمہ) یعنی اس رات میں خوشبو کا استعمال نہ کرے۔ اور ایما امرأۃ اصابت
بخوراً فلا تشهد معنا العشاء (ترجمہ) جو عورت خوشبو لگائے تو ہمارے ساتھ
عشا میں شریک نہ ہو۔ صرف اسی قدر بلکہ سنن ابی داؤد اور صحیح ابن خزیمہ میں ہے
ولیخرجن تفلات تفلۃ کے معنی مجمع البحار میں لکھتے ہیں التی لیس لہا رائحۃ
کریہۃ خلاصہ یہ کہ جب مسجد میں جائے تو میلی کچیلی ہو کر ایسی ہیئت سے نکلے
جس سے اجانب کو انکی طرف ملتفت ہونیکی قطعاً تحریک و ترغیب نہ ہو۔ ابن عبد البر نے
تمہید میں اپنی اسناد سے مرفوعاً روایت کیا ہے کہ انہوا نسائکم عن لبس الزینۃ
والتبختر فی المساجد۔

٭ یعنی شوہر

(ترجمہ) اپنی عورت کو زینت کا لباس پہنکر نازو انداز سے مسجد میں جانے سے منع کرو قرآن کریم میں ہے ولا یبدین زینتھن یغضضن من ابصارھن اپنا سنگار ظاہر نہ کریں اپنی نگاہیں نیچی رکھیں ولا یضربن بارجلھن لیعلم ما یخفین من زینتھن پاؤں ڈھال ایسی نہ ہو جو چھپی ہوئی زینت پر دوسروں کو مطلع کرے ولیضربن بخمرھن علی جیوبھن یدنین علیھن من جلابیبھن یعنی لباس سے سینہ وغیرہ کا ابھار ظاہر نہ ہو چادریں اسطرح لٹکی ہوں جو بدن کی ہیئت کے لیے ساتر ہو سکیں فلا تخضعن بالقول فیطمع الذی فی قلبہ مرض کسی سے بات کرنے کی نوبت آئے تو ایسی نرمی و نزاکت سے نکریں جس سے بدنیتوں کو کچھ طمع پیدا ہو۔ ویحفظن فروجھن خلاصہ یہ ہے کہ اپنی آبرو و عصمت کی پوری طرح حفاظت کریں۔ حدیث میں زنا العین النظر وزنا اللسان المنطق۔

(ترجمہ) آنکھ کا زنا نظر بد ہے اور زبان کا زنا بات کرنا ہے جب ان تمام نواہی کی پابندی کے ساتھ عورت مسجد میں پہنچگئی تو ارشاد ہے کہ خیر صفوف الرجال اولھا وشرھا اٰخرھا وخیر صفوف النساء آخرھا وشرھا اولھا یعنی جو عورت جماعت میں امام سے اور مردونکی صفوف سے جس قدر بعید ہوگی اُسی قدر بہتر ہے۔ ایک حدیث میں ہے اخروھن من حیث اخرھن اللہ اُن کو پیچھے رکھو

جس طرح خدا نے اُن کو پیچھے رکھا ہے۔ پھر نماز مین عورتون کو حکم تھا کہ جب تک مرد سجدہ سے اٹھکر بیٹھ نہ جائین وہ سجدہ سے سر نہ اُٹھائین۔ اگر امام کو نماز مین سہو لاحق ہو تو آگاہ کرنے کے لیے مرد سبحان اللہ کہے۔ عورت کو مجمع مین اس قدر بولنے کی بھی اجازت نہین التسبیح للرجال و التصفیق للنساء۔ نماز فجر کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہؓ اس وقت تک اپنی جگہ سے نہین اُٹھتے تھے جب تک مستورات مسجد سے باہر نہ چلی جاتی تھین۔

ان سب انتظامات کے باوجود معجم طبرانی اور مسند امام احمد مین باسناد حسن وارد ہے کہ عن ام حمید الساعدیة انہا جاءت الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقالت یا رسول اللہ انی احب الصلوۃ معک قال قد علمت وصلوتک فی بیتک خیر لک من صلوتک فی حجرتک وصلوتک فی حجرتک خیر لک من صلوتک فی دارک وصلوتک فی دارک خیر لک من صلوتک فی مسجد قومک و صلوتک فی مسجد قومک خیر لک من صلوۃ فی مسجد الجماعۃ ؁

(ترجمہ) ام حمید ساعدیہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین حاضر ہو کر عرض کیا کہ مجھے یہ محبوب ہے کہ آپ کے ساتھ نماز پڑھون حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مین نے سمجھ لیا مگر تو اپنے مکان کے کسی کمرہ کے اندرونی حصہ مین نماز پڑھے یہ اس سے بہتر ہے کہ

کمرہ میں پڑھے اور کمرہ میں پڑھنا اس سے بہتر ہے کہ صحن میں پڑھے اور مکان کے صحن میں پڑھنا اس سے بہتر ہے کہ اپنے محلہ کی مسجد میں جاکر ادا کرے اور محلہ کی مسجد میں پڑھنا اس سے بہتر ہے کہ جامع مسجد میں ادا کرے۔

خیال کیجئے کہ نماز اہم العبادات ہے۔ مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز عام مساجد کی نمازوں پر کس قدر فضیلت رکھتی ہے سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء میں نماز ادا کرنا وہ دولت ہے جس کے مقابلہ میں کل دنیا کی دولتیں ہیچ ہیں۔ عموماً مقتدی وہ لوگ ہیں جن سے بڑھ کر بجز انبیاء کے کوئی پایا نہ۔ مطہر و مزکّی جماعت آسمان کے نیچے موجود نہیں ہوئی۔ اسلامی سوسائٹی ایسے رجال و نساء پر مشتمل ہے جنکی عفت مآب زندگی اُمت محمدیہ کے لیے غض بصر و تحفظ عصمت کی تعلیم کا اعلیٰ نمونہ بننے والی تھی وقت کا تقاضا یہ ہے کہ ہر لحہ تازہ وحی اور نئے نئے احکام و اصلاحی قوانین سے مستفید ہونے کے لیے ہر مرد و عورت دربار نبوت میں حاضر ہوا کرے۔ فضا آلہی ہے کہ مسلمان ظاہر و باطن میں خدا سے اور غیر مسلم مسلمانوں سے خوف کھاتے رہتے ہیں ایسی پاک فضاء اور ایسے مقدس ماحول میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خواتین اسلام کو سیر جلسوں میں نہیں سینماؤں اور تھیٹروں میں نہیں باغوں اور پارکوں میں نہیں سیر و تماشے کے لیے نہیں بلکہ مدینہ طیبہ میں مسجد نبوی میں خود اپنی اقتداء میں اتقیاء اُمت کی جماعت میں نماز ادا کرنے کے لیے اس قدر

مقید کیا اور اُن کی نام نہاد آزادی یا یوں کہو کہ اُن کے جوہر شرافت اور گوہر عصمت کی حفاظت پر ایسے سخت پہرے بٹھلائے اور اختلاط رجال و نساء کو اتنی شدت سے روکا۔ آخر ان تمام احکام و ہدایات کی علّت کیا تھی۔ یہ ہی نہ کہ تخم فتنہ کو اختلاط جنسین کی آبیاری سے نشوونما کا موقع نہ ملے۔

پس اگر حکمائے اُمت نے یہ دیکھکر کہ عہد نبوت سے بعید ہونے کے ساتھ ساتھ رجال و نساء کی اخلاقی حالت بھی نسبتاً گرتی جاتی ہے اور اُن حدود و قیود کی پرواہ بھی نہیں کی جاتی جو مستورات کے مکان سے باہر نکلنے کے متعلق عاید کیگئی تھیں۔ یہ فتوی دیدیا کہ اب خواتین اُمت کو یہ ہی تاکید کی جائے کہ وہ اپنے اخلاق کے تحفظ کی خاطر بجز مجبورکن حالات کے بیحجاب ہو کر قطعاً گھر سے باہر نہ نکلیں تو کیا یہ شارع علیہ السلام کی مرضی کے خلاف ایک تشریع جدید ہوگی؟ اگر احکام شرعیہ کا اپنی علل پر دائر ہونا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کا معاشی و معادی مصالح پر مشتمل ہونا ضروری ہے تو ائمہ علمائے مجتہدین اس کے سبب سے زیادہ مستحق ہوں گے کہ علتوں کے طرد و عکس اور مصالح کے انضباط سے تغافل نہ برتیں قرآن کریم نے مسلمانوں کو خطاب کیا تھا کہ لا تدخلوا بیوتاً غیر بیوتکم حتی تستانسوا۔

(ترجمہ) یعنی دوسرے کے مکان پر بغیر اجازت و اطلاع کے مت جاؤ۔

حدیث مین ہے کہ ایک شخص کسی سوراخ سے آپ کے مکان مین جھانک رہا تھا
آپنے اس پر تنبیہ کی اور فرمایا انما جعل الاستیذان من اجل البصر
(ترجمہ) اجازت حاصل کرنے کا حکم تو اس لیے دیا گیا ہے کہ اگر کوئی شخص دفعتاً
بلا اطلاع مکان مین داخل ہو جائے تو نہ معلوم صاحب خانہ پر کس حالت مین
اسکی نظر پڑے۔ جب علت اس حکم کی یہہ ہے کہ تو باہر سے کسی کو جھانکنا کسطرح
جائز ہوگا۔ گویا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث سے بہت بڑی اصل
فقہا کے ہاتھ مین دیدی وہ یہ کہ جب کسی حکم شرعی کی علت پر اطلاع ہو جائے تو
حکم شرعی صرف مخصوص الفاظ اور مورد نص پر مقصور نہیں رہتا۔ بلکہ جہان
کہین اس علت کا تحقق ہو بشرط عدم موانع وہین حکم بھی ثابت ہو جائیگا۔
اس سے بھی بڑھکر یہ واقعہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ صحابہ
کو حکم دیا لا یصلین احد کم العصر الا فی بنی قریظة (ترجمہ) کوئی
تم سے نماز عصر بنی قریظہ پہونچنے سے پہلے نہ پڑھے۔

صحابہ رضی اللہ عنہم روانہ ہوے مگر راستہ مین اندیشہ ہوا کہ وہان پہونچتے
پہونچتے عصر کا وقت فوت ہو جایگا۔ ایک جماعت نے ظاہر حدیث پر عمل کیا
اور بنی قریظہ پہونچکر نماز قضا کی۔ لیکن فقہائے صحابہ نے فرمایا کہ آخر حضور
صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کی علت کیا ہے۔ آپ کا مقصد یہہ نہین تھا کہ ہم

نماز قضاء کرین بلکہ منشاء مبارک یہ تھا کہ اتنی تیزی سے چلین کہ وہان پہونچکر نماز
پڑہنے کی نوبت آئے۔ اب اگر ایسا نہ ہو سکا تو نماز فوت کرنے کی ضرورت نہین
نماز پڑہین اور امکانی سرعت کے ساتھ منزل مقصود پر پہونچین واپس ہوکر
بارگاہ نبوت میں سب ماجرا سنایا گیا۔ اپنے کسی جماعت کے رویہ پر انکار نہین
فرمایا غور کرنے کا مقام ہے کہ لا یصلین احد کم العصر الا فی بنی
قریظۃ جیسے نص صریح اور خطاب شفاہی کی کتنے جلیل القدر صحابہ نے
بظاہر خلاف ورزی کی لیکن اہل بصیرت سمجھتے ہین کہ اس حکم کی علت کو ملحوظ
رکھتے ہوئے حقیقتاً و معناً خلاف ورزی نہین تھی بلکہ حکم کے منشاء اصلی کا
مجتہدانہ امتثال تھا۔

پس ان نظائر کے سن لینے کے بعد اُن نصوص شرعیہ کی موجودگی مین جو ہم
مستورات کے باہر نکلنے کے متعلق پہلے پیش کر چکے ہین کیا کوئی عقلمند یہ کہنے کی
جرأت کر سکتا ہے کہ جو علماء و فقہا مختلف اقوام کے احوال پر نظر کر کے مسئلہ حجاب مین
بظاہر کچھ تشدد برت رہے ہین وہ منشاء نبوی و مقصد شارع کو پورا
نہین کر رہے ؟ بیشک حضور نے صاف لفظون مین یہ نہین فرمایا کہ عورتون کو
کسی حالت مین بھی گھر سے مت نکلنے دو۔ لیکن اس نکلنے پر جو قیود و شروط
عاید کی ہین اور ان سب کے بعد بھی بار بار آپنے جسطرح اپنی مرضی مبارک کا اظہار

فرمایا ہے اُن کا سرسری مطالعہ ہی ہمارے دل میں یہ یقین پیدا کر سکتا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس جماعت کے حامی ہرگز نہیں ہو سکتے جو مستورات کو مکان سے باہر نکلنے کی ترغیب دے رہی ہے۔ حضور کے ایک ایک لفظ اور ہر ہر فقرہ سے بھی بتصریح ہوتا ہے کہ اگر آپ مستورات کو بہت سی قیود کی رعایت کے باوجود گو زبان مبارک سے تصریحاً روکنا نہیں چاہتے مگر یہ ضرور چاہتے کہ خود مستورات آپ کی مرضی مبارک پر مطلع ہو کر باہر نکلنے سے رُک جائیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضور کے منشاء کو بلا کم و کاست سمجھا اُن کی بیوی عاتکہ بنت زید اُن کے ساتھ مسجد میں جاتی تھیں حضرت عمر کو یہ سخت ناگوار تھا آپ نے اُن کو گاہ گاہ اس کراہت پر مطلع بھی کر دیا مگر اُس خدا کی بندی کو یہی اصرار رہا کہ جبتک حضرت عمر صاف الفاظ میں مجھکو منع نہیں کرینگے میں باز نہیں آؤنگی۔ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا احساس اس مسئلہ میں بہت زیادہ قوی اور صحیح تھا اور بالخصوص نسوانی مسائل میں اُن سے بڑھکر اسرار شریعت کا راز دان اور کون ہو سکتا ہے انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد صاف صاف اعلان فرما دیا کہ لو ان رسول اللہ رای ما احدث النساء بعدہ لمنعهن کما منعت بنی اسرائیل یعنی اگر آج حضور عورتوں کی حالت کو ملاحظہ فرماتے تو بنی اسرائیل کی عورتوں کی طرح اُن کو باہر نکلنے سے صاف طور پر

منع فرما دیتے۔

ایک منٹ کے لیے بھی یہ تصور نہیں کیا جا سکتا کہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا شریعت محمدیہ کو معاذ اللہ نامکمل یا قابل ترمیم تصور کرتی ہیں بلکہ اس کے برعکس وہ ہمکو تنبیہ فرماتی ہیں کہ شریعت محمدیہ اس قدر کامل اور دائمی شریعت ہے اور حضورؐ کے ارشادات ایسے جامع عمیق اور ابدی ہدایت اپنے اندر رکھتے ہیں کہ زمانہ کے انقلابات کوئی رنگ بھی اختیار کریں ایک صاحب بصیرت پھر بھی انھیں ارشادات کی روشنی میں یہ اندازہ کر سکتا ہے کہ اگر آج حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہم میں جلوہ افروز ہوتے تو ان حالات کے سلسلہ میں کیا کیا احکام صادر فرماتے یقیناً آپ کی تعلیمات تفصیلاً یا تعلیلاً قیامت تک پیش آنے والے حوادث وواقعات پر حاوی ہیں۔

پردہ کے مسئلہ میں بھی جو قیود آپ نے خواتین اسلام کی آبرو اور شریفانہ اخلاق کی حفاظت کی غرض سے لگائیں اور جس جس عنوان سے اپنی مرضی اور منشاء کا اظہار فرمایا وہ وقرن فی بیوتکن کی ابدی اور اٹل تفسیر ہے۔ جس سے علماء ربانین کو بہت واضح طور پر سبق دیا گیا ہے کہ جب مستورات ان شروط وقیود کی پابندی نہ کریں اور مسلمان مرد عورتوں کو آزادی دلانے کے جنون یا ہوا پرست اقوام کی حرص میں حضور کے منشاء مبارک کو پس پشت ڈال دیں تو

نبی کے وارثوں کا اس وقت کیا مسلک ہونا چاہیے۔ کیا نوع انسانی یا اُس کی کسی خاص صنف کو آزادی دلانے کی خواہش تمھارے دل میں حضرت عمرؓ سے زائد موجود ہے۔ یا تمھاری سوسائٹی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی سوسائٹی سے بہتر ہے۔ یاد رہے کہ جس چیز کو آج ہم عورتوں کی آزادی کے نام سے پکار رہے ہیں وہ فی الحقیقت بربادی ہے۔ کیا ہم پردہ توڑکر اُن کو پاکیزہ اخلاق۔ شریفانہ عفت وحیا اور لبنیتہ بے لوث زندگی سے آزادی دلانا چاہتے ہیں۔ میں مانتا ہوں کہ پردہ عورت کے لیے بڑی قید ہے لیکن کیا کیا جائے کہ مشرق کی شریف عورتیں ابھی تک اس قید کو مغرب کی آزادی پر ترجیح دیتی ہیں اور اس قید کے سوا مہلک اختلاط اجانب کو روکنے کی اور کوئی تدبیر بھی نہیں ہے۔ تماشہ ہے کہ جس وقت مغرب عورتوں کی آزادی اور پردہ دری کے عواقب سے تنگ آکر اپنی اخلاقی تباہ حالی پر ماتم کرنے لگا۔ وہاں کے اجتماعی مدبرین اس حریت اور بے حجابی کی تدریجی ترقی کے خوفناک مستقبل پر شور مچانے لگے۔ اُس وقت ہمارے مشرق کے مصلحین کو یہ خیال آیا کہ پردہ کے خلاف جہاد کرنا ہی شاید ہماری تمام ترقیات اور کامیابیوں کا زینہ ہے گویا اُنھوں نے ہر طرف ناکام ہوکر اپنی ساری امیدیں بقول اکبر مرحوم صرف اسی ایک مصرعہ سے وابستہ

وابستہ کردین کہ ع زنے از پردہ برون آید وکارے بکند، ایسے لوگون کو یورپ کے ایک بہت بڑے فیلسوف کا یہ قول ہمیشہ یاد رکھنا چاہیے کہ جو آزادی تم عورتون کے نام سے طلب کرتے ہو یہ آزادی نہین بلکہ ان کے حق مین دائمی بدبختی اور حرمان کی قانونی دستاویز ہے۔ لاروس کے فرنچ انسائیکلو پیڈیا مین تو یہان تک لکھدیا ہے کہ "رومتہ الکبریٰ کی تباہی کا اصلی سبب یہی عورتون کی آزادی اور اُن کو اُن کی خواہشات پر چھوڑ دینا تھا"۔ بہرحال اُن کا حشر تو کچھ بھی ہو تاہم یہ قطعی بات ہے کہ اہل اسلام کو اسلامی تعلیم اور نبی اسلام کی مرضیات کو چھوڑ کر کبھی ترقی اور کامیابی حاصل نہین ہو سکتی۔ ہم اس وقت یورپ اور امریکہ کی حیاسوز معاشرت کی طرف ابتدائی قدم اٹھا رہے ہین اور اپنی دور سے اُس کے استقبال کی تیاریان کر رہے ہین۔ وہ ہرگز ہم کو فلاح و نجات دلانیوالی نہین ہے۔ ہماری ہر قسم کی عزت صرف اسلام کی رسّی کو مضبوط تھام لینے اور اخلاق محمدی کو مضبوط پکڑنے مین ہے۔ کاش کوئی صاحب ہمت دولت علیہ افغانستان کے امیر غازی اور اُن کی ملکہ معظمہ ثریا جاہ کے سمع ہمایون تک حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے یہ الفاظ پہنچادے۔ یاایا عبید تم انکم کنتم اذل الناس واحقر الناس واقل الناس

فاعزکم الله بالاسلام فمهما تطلبوا العزة بغير الله
يذلكم الله (ترجمہ) اے ابوعبیدہ تم دنیا مین سب سے زیادہ
ذلیل حقیر اور کمتر تھے اللہ نے اسلام کے ذریعہ سے تمھاری عزت
بڑھائی۔ پس جب کبھی تم غیر اللہ کے ذریعہ سے عزت حاصل کروگے
خدا تم کو ذلیل کرے گا۔ (العیاذ باللہ) فلیحذر الذین
یخالفون عن امرہ ان تصیبھم فتنۃ او یصیبھم عذاب
الیم۔